

# عید الفطر

شمس القمر قاسمی

انسانی فطرت ہے کہ جن ایام کے ساتھ مذہبی باتوں و تاریخی اہمیت کا حامل کوئی واقعہ وابستہ نہ ہو اس کو یاد رکھنے کے لئے کوئی ایسا طریقہ مقرر کیا جائے جس سے ذہنوں میں اس کے انخرا کی تجدید ہوتی رہے۔ اسی فطری اصول کے پیش نظر ابتدائی دور میں صرت بادشاہ کی پیدائش کے دن کو خوشی کا دن سمجھا گیا۔ کبھی کسی واقعہ کے دن کو یوم مسرت بنا لیا گیا۔ بعض دفعہ فتح و نصرت کے دن ہی کو یوم السرور اور یوم الزینت سے تعبیر کیا گیا۔ کسی تہذیب میں کواکب کی حرکات سے لہجہ کے باعث نور و شادمانی اور خوشی کا دن قرار پایا۔ غرضیکہ دنیا کی تمام مذہبی و غیر مذہبی اقوام میں کچھ ایسے ایام ضرور ہوتے ہیں جن کو وہ عزت و احترام کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ اسی لئے فرمایا گیا ہے۔

ان لكل قوم عیداً ”ہر قوم کے لئے ایک عید ہے“

جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد اس دن عید مناتے تھے جس دن حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت نے اس دن کو عید منادیا جس دن ابراہیم علیہ السلام نے نمود کی آگ سے نجات پائی تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس دن مصری حکومت کے جادو گروں کو شکست دی تھی وہ مصریوں کی عید کا دن تھا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی امت ان کی فتح کے دن کو خوشی کا دن شمار کرتی تھی۔

حضرت یونس علیہ السلام نے جس دن مچھلی کے پیٹ سے نجات حاصل کی تھی ان کی قوم اس

دن کو عید سمجھتی تھی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی آرزو کے مطابق جس دن مادہ نازل ہوا تھا۔ ان کی قوم نے اس دن عید منائی اور عیسائیت میں حضرت مسیح کا یوم ولادت بھی عید کا دن قرار پایا۔ علاوہ ازیں:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس دن اہل بابل کے بتوں کو توڑا وہ ان کی عید کا دن تھا۔ بنی اسرائیل کی مختلف عیدوں کا تعلق فتوحات سے تھا۔ یہود عرصہ دراز تک یوم عاشورہ کو عید مناتے رہے۔ ایران میں زرتشتی تعلیمات ناپید ہوجانے کے بعد نوروز کو عید کا دن بنا لیا۔ ہندوستان میں ریح و خریعت کی فصلوں کے ساتھ ساتھ بعض دریاؤں کی پوجا اور ان میں غسل کرنے کے دنوں کو میلے اور تہوار کے دن بنا لیا گیا۔ موسم کی تبدیلی یعنی آنے سردی اور جانے گرمی کو تیوٹا بنا کر ان کا نام، ہولی اور دیوالی رکھا گیا۔ موسم بہار کی آمد پر بسنت بچگی کے دن کو خوشی کا دن مقرر کیا گیا۔

زمانہ جاہلیت میں اہل عرب نے بھی اقوام سابقہ کی طرح عید کے دوروز مقرر کئے ہوئے تھے۔ مدینہ والے نوروز اور مہرجان کے دنوں میں عید منایا کرتے تھے۔ نوروز شمسی سال کے حساب سے سال کا وہ پہلا دن تھا جس روز سورج بروج میں منتقل ہوتا تھا۔ اور مہرجان اس دن کا نام تھا۔ جس روز سورج میزان میں منتقل ہوتا تھا۔ مکہ والے اگرچہ اہل مدینہ کی طرح ان دنوں کو نہیں مناتے تھے۔ لیکن انہوں نے کعبہ میں داخل ہونے کے بعد چند دن مقرر کر رکھے تھے اور وہ ان دنوں کو عید سمجھتے تھے۔

مشتاق تخلیق کائنات اور شہون الہیہ کے منظر اتم مبعوث ہوئے تو آپ نے انسانیت کو مہابت سفلی سے نکال کر مہابت علوی کے آغوش میں پروان چڑھانے کے لئے جاہلیت کے ایام عید کو ایک قلم مسترد کر دیا کیونکہ یہ تقریبات رنگ رلیوں، لہو و لعب اور خمرستیوں میں گزار دی جاتی تھیں جن سے سفلی اور حیوانی افعال کی حوصلہ افزائی ہوتی تھی۔

محسن انسانیت نے دور جاہلیت کے ان ایام مسرت کی جگہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن دیئے۔ اور اس ان تمام غلط کاریوں کو مٹا کر رکھ دیا۔ جو دیگر اقوام عالم اپنے تیوٹاؤں

میلوں اور تقریبات میں کرتی تھیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے مدینہ والوں کو دیکھا کہ وہ سال میں دو دن عید مناتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ دو دن کیسے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم یہ دن لہو و لعب میں گزارتے ہیں۔ یہ دو دن ہماری مسرت اور خوشی کے دن ہیں۔ ہم ان دنوں میں کھیلنے کودتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

”اللہ تعالیٰ نے تم کو ان دونوں کے بدلے یوم الاضحیٰ و یوم الفطر عطا کر دیئے ہیں جو ان سے بہتر ہیں۔“

عبداللہ بن سائب کی روایت میں ہے کہ تم لوگوں نے زمانہ جاہلیت میں عید کے دو دن مقرر کر رکھے تھے اللہ تعالیٰ نے ان دنوں کی بجائے تم کو اور دو دن دیئے ہیں۔ ایک عید الفطر اور ایک عید الاضحیٰ۔

حضرت ابی امامہ کی روایت ہے کہ عید الفطر نام ہے صدقہ فطرا داکرنے اور دو گانہ پڑھنے کا اور عید الاضحیٰ نام ہے قربانی کرنے اور دو گانہ پڑھنے کا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

”عید کے دنوں کو نسج و تہلیل اور تکبیر و تحمید کے ساتھ زینت دیا کرو۔“

اسی لئے مسلمان عید کے دن صبح اٹھ کر غسل کرتے ہیں۔ حسب توفیق نئے کپڑے پہنتے ہیں اور خوشبو لگاتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب مسلمانوں کی عید الفطر کا دن ہوتا ہے جتنوں نے ماہ رمضان کے روزے رکھے۔ انہوں کو عبادت کرتے رہے۔ اور آج نماز عید کے لئے ایک جگہ جمع ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ ان پر فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اے میرے فرشتو! یہ بتاؤ کہ جس مزدور نے اپنا کام پورا کر دیا ہو اس کا کیا معاوضہ ہونا چاہیے۔ فرشتے جواب میں عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار اس کا معاوضہ یہ ہے کہ اس کی اجرت اور مزدوری پوری دی جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے فرشتو! تم پر واضح ہو کہ میرے بندوں اور بندیلوں نے اس عظیم فریضے کو ادا کیا جو میں نے ان

پر عائد کیا تھا۔ اور آج دعائیں مانگتے ہوئے نماز عید کے لئے نکلے ہیں۔ مجھے اپنی عزت بزرگی اپنے کرم علوشان اور بلند سی مرتبہ کی قسم کہ میں ان کی پکار کا مزدور جواب دوں گا۔ اور ان کی دعائیں ضرور قبول کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ تم اپنے گھروں کو لوٹو میں نے تمہارے گناہ معاف کر دیئے اور تمہاری برائیوں کو اچھائیوں اور نیکیوں سے بدل دیا ہے۔“  
 عمرہ بنت روانہ کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن زمین پر نظر رحمت ڈالتا ہے۔ تم کو چاہیے کہ ان دنوں میں گھر سے نکلا کرو تاکہ تم کو اللہ کی رحمت کا نفع حاصل ہو۔  
 حضرت انس کی روایت ہے جو شخص عیدین کی راتوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید کرتا ہے۔ تو اس کا دل اس دن زندہ ہوگا۔ جس دن لوگوں کے دل مر چکے ہوں گے۔

حضرت انس اور سعید بن ابیس انصاری کی روایت میں ہے کہ عید کی صبح فرشتوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ امت کی طرف جائیں۔ چنانچہ وہ بکثرت گلی کوچوں کے ناکوں پر جمع ہو جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اے امت محمد! اپنے پروردگار کی طرف نکلو۔ جو تھوڑے کام کو قبول کر کے بہت زیادہ مزدوری دیتا ہے۔ ایک روایت میں ہے ”اپنے رب کی طرف چلو، جو کریم ہے جو خود ہی نیک کاموں کی توفیق دیتا ہے۔ اور پھر ان میں بہت زیادہ ثواب دیتا ہے۔ تم اس کو بجا لائے۔ تم نے اپنے رب کی فرمانبرداری کی، آؤ اپنی مزدوری اور اجرت حاصل کر لو“  
 جب مسلمان عید گاہ میں پہنچ جاتے ہیں اور دو گانہ پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتے ہیں :

”جب کوئی مزدور اپنا کام کرے تو اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے“ جواب ملا ہے۔  
 ایسے مزدور کی مزدوری ادا کر دی جائے۔  
 اس پر ارشاد ہوتا ہے۔

”اے میرے ملائکہ تم گواہ رہو میں نے رمضان کے روزوں اور راتوں کے قیام کے بدلے ان کو اپنی رضا اور مغفرت سے نواز دیا۔“

پھر اپنے بندوں کی جانب متوجہ ہو کر فرماتے ہیں :

”مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم آج تم جو کچھ مجھ سے طلب کرو گے اور اپنی آخرت کے متعلق جو کچھ مانگو گے وہ عطا کروں گا۔ اور دنیاوی امور میں سے جو کچھ طلب کرو گے اس پر بھی ہمدردی کے ساتھ توجہ کروں گا۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم تمہارے عیوب کی پردہ پوشی کروں گا۔ تم کو ذلیل و رسوا نہ کروں گا۔“

”جاؤ اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ تم سب کی مغفرت کر دی گئی۔ تم نے مجھ کو راضی کیا اور میں تم سے راضی ہو گیا۔“

ایک روایت میں ہے :

”پیکار نے ولے نے پیکار خردار ہو جاؤ۔ تمہاری بخشش کر دی گئی۔ جاؤ اپنے گھروں کو کامیابی اور بھلائی کے ساتھ لوٹ جاؤ۔“

ایک روایت میں یوں ہے :

”میں نے تمہاری تمام خطائیں معاف کر دیں۔“

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عید الفطر کے دن جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند کھجوریں نہ کھا لیتے تھے عید گاہ تشریف نہ لے جاتے تھے۔ اور آپ طاق کھجوریں کھاتے۔“

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن جب عید گاہ تشریف لے جاتے تو سب سے پہلے جو کام کرتے وہ یہ کہ نماز عید پڑھتے اور پھر لوگوں کے سامنے کھڑا ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے، لوگ بدستور صفوں کی شکل میں اپنی اپنی جگہ بیٹھ رہتے۔ آپ خطبہ میں وعظ و نصیحت فرماتے اور اللہ کے اوامر و نواہی سے آگاہ کرتے۔ تبلیغ و جہاد کے سلسلے میں کوئی لشکر یا دستہ کہیں بھیجنا ہوتا تو تیار کر کے روانہ فرماتے، اسی طرح وقت کے لحاظ سے کوئی خاص حکم دینا ہوتا تو وہ بھی دیتے۔ ان سب کاموں سے فارغ ہونے کے بعد آپ گھر کی طرف لوٹتے۔“

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نماز عید کے لئے عید گاہ پیدل جایا کرتے تھے۔“

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس رات سے نماز عید کے لئے عید گاہ تشریف لے جاتے اور پھر اسی راستہ سے واپس نہ لوٹتے بلکہ راستہ بدل لیتے۔“  
یہ روایت بھی انہی سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عید کے دن بارش ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز مسجد ہی میں پڑھائی۔

ابن کردوس اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جو لوگ مدینہ سے دور ہیں وہ سواری پر آئیں اور مدینے والے عید کی نماز کو پیدل جائیں۔ نماز کے لئے پیدل آنے میں بہت زیادہ تلواریں آئیں اور عید کی روایت میں ہے کہ حضور جب گھر سے چلتے تھے تو عید گاہ تک تکبیر پڑھتے رہتے تھے۔  
”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے مسلمانوں کے ہر ایک فرد، غلام و آزاد، مرد و عورت، بچے و بوڑھے پر صدقہ فطر ایک صاع جو یا کھجور مقرر کیا ہے۔ اور حکم ہے کہ اسے نماز عید سے پہلے ادا کیا جائے۔“

”حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مکہ کی گلیوں میں یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا کہ لوگو آگاہ ہو جاؤ کہ صدقہ فطر ہر مسلمان پر فرض ہے وہ مرد یا عورت، آزاد، بو یا غلام، بچہ ہو یا بوڑھا، اور اس کی مقدار گیسوں ہو تو نصف صاع اور باقی اشیاء سے ایک صاع مقرر ہے۔“

”حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماہ رمضان کے روزے زمین اور آسمان کے درمیان معلق رہتے ہیں۔ اور آسمان کی طرف اس وقت تک نہیں چڑھائے جاتے جب تک صدقہ فطر ادا نہیں ہو جاتا۔“

”حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر دو مقاصد کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ ایک روزوں کو فضول اور بیہودہ باتوں کے اثرات سے پاک کرنے کے لئے اور دوسرے مسکینوں اور غریبوں کو خوب اچھی طرح کھلانے پلانے کے لئے ضروری ہے کہ وہ نماز عید سے پہلے ادا کیا جائے۔ اور اگر کسی نے نماز کے بعد ادا کیا تو یہ صدقہ فطر

نہ ہوگا بلکہ عام صدقات کی طرح صدقہ ہوگا“

”ابن کلدوس کی روایت میں ہے کہ نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کر دیا کرو کیونکہ صدقہ فطر کا مفروضہ اور مدلیوں ہے۔“

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں۔ مومن کی پانچ عیدیں ہیں جس دن گناہ سے محفوظ رہے۔ اور اس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔ وہ اس کی عید کا دن ہے۔ جس دن مسلمان دنیا سے اپنا ایمان سلامت لے جائے۔ اور مکار شیطانی سے اس کا ایمان محفوظ رہے۔ یہ اس کی عید کا دن ہے۔ جس دن مسلمان دوزخ کے پل سے سلامتی کے ساتھ گزر جائے۔ وہ اس کی عید ہے۔ جس دن ایک مسلمان دوزخ سے بچ کر جنت میں داخل ہو جائے۔ وہ اس کی عید ہے۔ اور پانچویں عید یہ ہے کہ پروردگار عالم کے دیدار اور اس کی رضا سے بہرہ یاب ہو۔“

حضرت علیؑ کو کسی نے عید کے دن دیکھا کہ آپ خشک روٹی کھا رہے ہیں۔ دیکھنے والے نے کہا کہ اے ابوتراب! آج عید ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری عید تو اس دن ہے جس دن کوئی گناہ نہ ہو۔

وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کو کسی نے عید کے دن روتے ہوئے دیکھ کر کہا کہ ”یہ تو مسرت و شادمانی کا دن ہے۔“

حضرت وہب نے فرمایا ”یہ خوشی کا دن اس شخص کے لئے ہے جس کے روزے قبول ہو گئے۔“ اسی مناسبت سے تو عید کے دن کا نام آسمانوں میں ”یوم الجائزہ“ ہے یعنی انعام کا دن۔ حضرت شبلیؒ کو کسی نے عید کے دن انتہائی پریشانی کی حالت میں دیکھ کر پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا لوگ عید میں مشغول ہو کر عید کو بھول گئے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ عید کے فضائل و آداب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں عید ان لوگوں کی نہیں جو کھانے پینے میں مشغول ہو گئے ہیں۔ عید ان لوگوں کی ہے جنہوں نے اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کیا۔

عید ان کی نہیں جنہوں نے اپنے کو عمدہ لباس سے آراستہ کر لیا۔ عید تو ان کی ہے جو خدا کی وعید سے ڈر گئے۔

عید ان کی نہیں جنہوں نے آج بہت سی خوشبوؤں کا استعمال کیا۔ عید تو ان کی ہے جنہوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کی اور اس پر قائم رہے۔

عیدان کی نہیں جنہوں نے بڑی بڑی دیگیں چڑھائیں اور طرح طرح کے کھانے پکائے  
عید تو ان کی ہے جنہوں نے حتی الامکان نیک بننے کا عہد کر لیا۔

عیدان کی نہیں ہے جنہوں نے دنیا کی زمینتوں سے اپنے آپ کو آراستہ کیا۔ عیدان کی  
ہے جنہوں نے تقویٰ اور پرہیزگاری کو اپنا توشہ بنا لیا۔

عیدان کی نہیں ہے جنہوں نے اعلیٰ درجے کے فرش و فرش سے اپنے مکالوں کو آراستہ کیا۔  
عید تو ان کی ہے جو دوزخ کے پل سے گزر گئے۔

ایک عالمگیر قلم

ایگل

NO. T-584

NO. 71

NO. 71-A

EAGLE

EAGLE

EAGLE

A PRODUCT OF  
AZAD FRIENDS  
& CO. LTD.

ہر جگہ دستیاب ہے